بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:19

متکبرین کی تمنا:(21)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے وہ اپنے تکبر کی وجہ سے اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھتے ہیں کہ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں۔ وہ کہتے ہیں یا تو فرشتہ آسمان سے نازل ہو وہ آکر ہمیں سمجھائے یا اللہ تعالیٰ بذات خود ہماری رہنمائی فرمائے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جس دن ان کو فرشتے نظر آگئے اس دن ان مجرموں کے لیے کوئی خوشی کا موقع نہیں ہو گا۔

مشرک کی حسرت وندامت:(28)

کل قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر کافر اپنی انگلیوں کو کاٹتے ہوئے انتہائی حسرت اور ندامت سے کہے گا اے کاش! میں فلاں (ابی بن خلف) کو اپنا دوست نہ بناتا بلکہ رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ اپنا لیتا۔

شکوہِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم:(30)

قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار! میری قوم نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا تھا۔

قدرتِ باری تعالیٰ:(45)

1: سائے کو پھیلانا
2: سورج کا نکلنا، غروب ہونا

بے لوث تبلیغ:(57)

اے پیغمبر! آپ فرما دیجیے کہ میں تمہیں دین کی بات بتاتا ہوں لیکن اس پر

میں تم سے اجر نہیں مانگتا۔

نوٹ: اگر کوئی شخص اجرت لینے کے لیے دین کا کام نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہے اور ضرورت کے تحت اجرت بھی ملتی ہے تو یہ جائز ہے۔

عباد الرحمٰن کی صفات:(63)

1: زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔

2: جب جاہل ان سے بات کریں تو وہ ان کو سلام کہہ دیتے ہیں۔

3: رات سجدے اور قیام کی حالت میں گزارتے ہیں (تہجد کا اہتمام)

4: جہنم کے عذاب سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں۔

5: میانہ روی کرتے ہیں (نہ فضول خرچی، نہ بخل)

6: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

7: ناحق کسی کو قتل نہیں کرتے۔

8: زنا نہیں کرتے۔

9: جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

10: گناہ کی جگہ سے گزر جاتے ہیں، وہاں کھڑے نہیں ہوتے۔

11: قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

12: دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے اہل و عیال کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنا اور ہمیں متقین کا امام بنا۔

عباد الرحمن کے اوصاف اپنانے کا نتیجہ:(75)

1: اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے بالا خانے دیں گے

2: وہاں ان کا استقبال دعاؤں اور سلام کے ساتھ کیا جائے گا۔

3: وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ رہنے کی بہترین جگہ ہے۔

﴿سورۃ الشعراء﴾

وجہ تسمیہ:

اس سورت کے آخر میں شعراء کا ذکر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کڑھن: (3)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی بے حد فکر تھی کہ لوگ کلمہ پڑھیں، دین پر آئیں اور جنت میں جائیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کڑھتے بھی بہت تھے، محنت بھی فرماتے تھے، لوگوں کی باتیں برداشت بھی فرماتے تھے تو اللہ رب العزت نے یہ بات سمجھائی کہ اگر یہ لوگ آپ کی بات نہ مانیں تو کیا آپ کڑھ کڑھ کر اپنے آپ کو ختم کر لیں گے؟

فائدہ:

سابقہ امتوں نے اپنے اپنے نبی سے منہ مانگے اور فرمائشی معجزات طلب کیے تھے ان کی فرمائش پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ معجزات انہیں دکھائے گئے لیکن انہوں نے پھر بھی نہ مانا اور اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی قوم منہ مانگی فرمائش پوری ہونے کے بعد بھی ایمان نہ لائے تو اسے نشان عبرت بنا دیتے ہیں۔

یہاں تذکیر بایام اللہ کے ضمن میں سابقہ امتوں؛ قوم موسیٰ، قوم نوح، قوم ھود، قوم صالح، قوم لوط اور قوم شعیب [علیہم السلام] کے واقعات بیان کرکے مشرکین مکہ کو سمجھایا جارہا ہے کہ تمہارے پاس جو دلائل آچکے ہیں ان میں غور وفکر کرکے ایمان لے آؤ۔ مزید فرمائشی معجزات کا مطالبہ نہ کرو تاکہ تم سابقہ امتوں کی طرح ہلاکت سے بچ جاؤ۔

موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کا حکم:(10)

کہ فرعون کی قوم کے پاس جاکر انہیں دعوت دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ! میں ڈر محسوس کرتا ہوں کہ وہ کہیں مجھے جھٹلانہ دیں۔ اور مجھ سے ایک ایسا کام (قبطی کا قتل) ہوا تھا کہ جس کو یہ لوگ گناہ سمجھتے ہیں لہذا آپ میرے ساتھ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت دے دیں تاکہ کوئی میری تائید کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت عطا کرکے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیج دیا۔ آگے کئی آیات تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ:(70،69)

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی اور یہ کہا کہ تم کس کی پوجا کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ بت تمہاری باتیں سن سکتے ہیں؟ کیا یہ تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ جب ان سے کوئی اور جواب نہ بن پڑا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے تھے تو ہم بھی یہی کریں گے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب ہمارے دشمن ہیں سوائے اللہ کی ذات کے۔ دشمن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی وجہ سے بندے جہنم میں جائیں گے۔

مشرکین مکہ کی تردید:(225،224)

مشرکین کہتے تھے کہ (معاذاللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہیں اور قرآن کریم شاعری کی کتاب ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے شعراء کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ شعراء کے پیچھے گمراہ لوگ چلتے ہیں اور اکثر شاعر ہر قسم کی خیالی وادی میں بھٹکتے رہتے ہیں اور ایسی بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔ یعنی شاعری ایک تخیلاتی چیز

ہے جس کا بسا اوقات حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ البتہ اہل ایمان اور عمل صالح والے وہ شعراء جو اشعار میں خلاف شرع بات نہ کریں بلکہ دین ومذہب کی بات کریں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے شاعرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

سورۃ النمل

وجہ تسمیہ:

"نمل" چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں چیونٹی کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "النمل" رکھا گیا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا قصہ:(7)

موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپس تشریف لا رہے تھے آپ کے گھر والے بھی ساتھ تھے۔ سردی تھی اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ قریب میں آگ نہیں تھی۔ دور کوہ طور پر انہیں آگ جلتی ہوئی محسوس ہوئی جو حقیقت میں نور تھا۔ وہاں گئے تاکہ آگ لے آؤں یا راستہ معلوم کروں۔ وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آواز سنی کہ اے موسیٰ! میں اللہ ہوں، غالب ہوں اور حکمت والا ہوں۔ اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت بھی عطا فرمائی۔ معجزات اور نشانیاں بھی عطا فرمائیں، فرعون اور اس کی قوم کی طرف جانے کا حکم دیا۔

نبی کی وراثت:(16)

یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کو والد محترم حضرت داود علیہ السلام کی طرف سے وراثت ملنے کا بیان ہے۔ اس وراثت سے مراد وراثت مالی نہیں بلکہ وراثت علمی ہے۔ یعنی نبوت اور سلطنت میں وہ اپنے والد محترم کے وارث اور جانشین بنے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کا ایک بیٹا تو نہیں تھا بلکہ انیس بیٹے تھے لیکن وارث صرف ایک بیٹا حضرت سلیمان بنا۔ تو اگر یہ وراثت مالی ہوتی تو ایک بیٹے کو نہیں بلکہ تمام بیٹوں کو مساوات کے ساتھ ملتی کیونکہ مساوات کے بغیر تقسیم پیغمبر کی شان کے لائق نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ "ہم نبیوں کا گروہ ہیں، ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو مال نبی چھوڑ کر جائے وہ امت کے لیے صدقہ بن جاتا ہے"۔

پرندوں کی بولیوں کا علم:(16)

حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت میں جہاں دیگر کئی چیزیں عطا ہوئی تھیں وہاں پرندوں اور جانوروں کی بولیوں کا علم بھی دیا تھا۔

سلطنت سلیمانی:(17)

یہاں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی وہ صرف انسانوں پر نہیں تھی بلکہ جنات، جانوروں اور پرندوں پر بھی تھی۔ اسی وجہ سے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جاتا تو اس میں تعداد کثیر ہو جاتی۔ نظم وضبط کو برقرار رکھنے کے لیے کافی انتظام و اہتمام کرنا پڑتا تھا۔

چیونٹی کا واقعہ:(18)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کے لشکر کا چیونٹیوں کی وادی سے گزرنے کا واقعہ ہے جس میں ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں کو بلوں میں جانے کا حکم دیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر بے خبری میں تمہیں روند نہ ڈالیں۔

پرندوں کی حاضری:(20)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ پرندوں کی حاضری لی تو ہدہد پرندہ غائب تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ہدہد نے میرے سامنے کوئی واضح عذر

پیش نہ کیا تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا۔

کچھ دیر بعد ہدہد حاضر ہو گیا اور اس نے ملک سباء کے متعلق بتایا کہ وہاں ایک عورت ہے جو لوگوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا پاٹ کر رہے ہیں اور اس عورت کا ایک شاندار تخت بھی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط:(28)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے کہا ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم سچ کہہ رہے یا جھوٹ۔ سلیمان علیہ السلام نے اسے خط لکھ دیا کہ یہ خط پہنچا کر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ خط کا مضمون یہ تھا:

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور میرے پاس تابع دار بن کر چلے آؤ۔

ملکہ بلقیس کا واقعہ:(29)

ملکہ بلقیس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ میرے سامنے ایک باوقار خط ڈالا گیا ہے۔ یہ خط سلیمان (علیہ السلام) کی طرف سے آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا گیا ہے؛ مجھے فیصلہ کن مشورہ دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم طاقت ور ہیں اور ڈٹ کر لڑنے والے لوگ ہیں باقی آپ دیکھ لیں، آپ کیا حکم دیتی ہیں۔

پھر آگے ذکر ہے کہ ملکہ بلقیس نے تحائف اور ہدایا بھیج کر جانچنا چاہا لیکن سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم میری مدد مال کے ذریعہ کرنا چاہتے ہو؟ واپس چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں دیا ہے اس سے کہیں زیادہ بہتر مجھے دیا ہے۔ ہم ایسا لشکر لے کر آئیں گے جس کے مقابلے کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے آنے سے پہلے اپنے وزیر آصف بن برخیا سے یا بذات خود اس کا تخت منگوا لیا اور اس میں کچھ تبدیلی بھی کروا دی۔ ملکہ بلقیس مطیع و فرمانبردار ہو کر آ گئیں

اور کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار حقیقت یہ ہے کہ میں نے اب تک اپنی جان پر ظلم کیا تھا اور اب میں نے سلیمان (علیہ السلام) کے ساتھ رب تعالیٰ کی فرمانبرداری قبول کرلی ہے۔

توحید پر انتہائی بلیغ خطبہ:(59)

گزشتہ آیات میں سابقہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات وقصص کو بیان کیا گیا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ اور متفقہ موقف اور مشن اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کرنا تھا۔ اب پارے کے آخر میں خطبہ کے آداب (اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور منتخب بندوں پر سلام) بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہیں یا وہ جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ انہوں نے شریک بنارکھا ہے؟

پارہ نمبر:20

قدرتِ باری تعالیٰ کے دلائل سے مشرکین کی تردید:(60)

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے دلائل بیان کرکے مشرکین کی تردید فرما رہے ہیں کیونکہ مشرکین کہتے اور مانتے تھے کہ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے مگر انتظام کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ دوسرے معبودوں کو سونپا ہوا ہے۔ لہذا ان معبودوں کی بھی عبادت کرنی چاہیے۔

آسمان وزمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا، کائنات میں مختلف قسم کی رنگ رنگیلیاں یعنی سرسبز باغات، متحرک زمین پر مضبوط پہاڑوں کو گاڑنا، خوشخبری لانے والی ہواؤں کو بھیجنا، دو سمندروں کے درمیان پردہ حائل کرنا، بے قرار آدمی کی پکار پر اس کی تکلیف کو دور کرنا، ابتداءً پیدا کرکے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا، آسمان وزمین سے روزی دینا، یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کرتے ہیں تو عبادت کے لائق اور مستحق بھی وہی ہیں۔

تسلی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:(80)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل دعوت سے کفار نہ مانتے تو آپ غمزدہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو تسلی دی ہے کہ اے پیغمبر! ان کو سنانا آپ کے ذمہ ہے، آپ سنا سکتے ہیں لیکن منوانا آپ کے بس میں نہیں ہے، اس لیے ان کے نہ ماننے پر آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوا کریں۔ جس طرح قبر میں آپ کسی مردے کو سنا دیں تو اس کے سننے کا اس کو کچھ فائدہ نہیں، اسی طرح اگر زندہ کفار بات سنیں اور قبول نہ کریں تو یہ بھی فائدہ نہ اٹھانے میں مُردوں کی طرح ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں زندہ کفار کو مردوں اور بہروں کے ساتھ عدم انتفاع میں تشبیہ دی ہے۔ لہذا اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مردے نہیں سنتے، درست نہیں۔

علامت قیامت؛ دابۃ الارض کا نکلنا: (82)

اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں کے پاس آ پہنچے گا یعنی قیامت قریب ہوگی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔ آخری علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ ہے اللہ تعالیٰ ایک عجیب الخلقت جانور کو زمین سے پیدا فرمائیں گے جو لوگوں سے بات کرے گا۔

سورۃ القصص

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے، اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام ”سورۃ القصص“ رکھا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ: (3)

یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بالکل ابتدائی حالات وواقعات بیان ہورہے ہیں۔ فرعون کو کسی نجومی نے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری سلطنت کے لیے خطرہ ہوگا۔ اسی لیے فرعون نے بچوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔

امِ موسیٰ کی طرف پیغامِ خداوندی: (7)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں ڈالا کہ جب تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو اسے دودھ پلاتی رہنا، جب کوئی خطرہ محسوس ہو تو اس بچے کو دریا میں ڈال دینا اور ڈرنا مت، نہ ہی غمگین ہونا۔ ہم اس بچے کو تمہارے پاس ضرور بالضرور پہنچائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تسلی دی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کہ آپ کا بچہ آپ کی گود میں پلے گا، اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، یہ قتل نہیں ہوگا۔

چنانچہ والدہ نے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا صندوق بہتا ہوا فرعون کے محل کے پاس پہنچ گیا فرعون کے لوگوں نے اسے اٹھا کر فرعون کے پاس پہنچا دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے اسے آمادہ کر لیا کہ اسے ہم اپنا بیٹا بنا کر پالتے ہیں۔

پھر آگے پورا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا مسئلہ پیش آیا تو آپ نے کسی بھی عورت کا دودھ نہ پیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی تجویز کے مطابق ام موسیٰ کو دودھ پلانے کے لیے لایا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کا دودھ قبول فرمالیا۔ یوں موسیٰ علیہ السلام کو اپنی والدہ کے پاس لوٹا دیا گیا۔

قبطی کا قتل:(15)

ایک قبطی اور اسرائیلی کا جھگڑا ہو رہا تھا تو اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی کو قبطی کے ظلم سے بچانے کے لیے قبطی کو ایک مکہ مارا وہ تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ دوسرے دن وہ کسی اور سے لڑ رہا تھا، اس نے پھر موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لیے بلایا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم ہی شریر لگتے ہو۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی مدد کے لیے انہیں پکڑنا چاہا تو الٹا اس نے کہا اے موسیٰ کیا تم مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو جیسے کل تم نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا؟

خیر خواہ کی آمد:(20)

ایک شخص شہر کے دور دراز علاقے سے دوڑتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آیا کہ اے موسیٰ! سردار لوگ آپ کے قتل کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں۔ کہیں وہ آپ کو قتل نہ کر دیں، میں آپ کا خیر خواہ ہوں، لہذا آپ یہاں سے کہیں اور چلے جائیں۔

مدین کی طرف روانگی:(23)

اس خیر خواہ کے کہنے پر آپ علیہ السلام مدین؛ جو کہ حضرت شعیب علیہ

السلام کی بستی تھی ؛کی طرف چل پڑے اور فرمایا: امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستے پر ڈال دے گا۔

جب وہ مدین کے کنویں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے جانوروں کو روکا ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ انہوں نے جا کر گھر اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام کو پورا واقعہ سنایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت:(25)

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے کہنے پر موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بلوا لیا اور تسلی دی کہ آپ خوف نہ کریں کیونکہ آپ ظالم لوگوں سے بچ آئے ہیں۔ ایک بیٹی نے درخواست کی کہ اباجان! آپ انہیں اجرت پر رکھ لیں۔ کیونکہ بہترین اجیر وہ ہے جو طاقت ور بھی ہو اور امانت دار بھی ہو۔ وہ یہ دونوں صفات حضرت موسیٰ علیہ السلام میں دیکھ چکی تھیں۔

معاہدہ اور نکاح کی پیش کش:(27)

حضرت شعیب علیہ السلام نے از خود پیش کش کی کہ میں ان دو لڑکیوں میں سے ایک سے آپ کا نکاح کردوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ آٹھ سال تک میرے پاس کام کریں۔ اور اگر آپ دس سال پورے کریں تو یہ آپ کا معاملہ ہے، ہماری طرف سے آپ کو مجبور نہ کیا جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں باتوں (نکاح، معاہدہ اجرت) کو قبول کر لیا اور فرمایا کہ دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کروں، مجھ پر کوئی زبردستی نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی مصر واپسی اور عطائے نبوت:(29)

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے بیوی کو ہمراہ لے کر مصر واپس روانہ

ہوئے۔ رات سرد اور اندھیری تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی بیوی امید سے تھیں۔ ان کو دردزہ شروع ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس چقماق تھا کہ پتھر کو پتھر پر مارتے تو آگ نکلتی لیکن کوشش کے باوجود اس سے آگ نہ نکلی۔ آپ نے دور سے دیکھا کہ ایک جگہ آگ ہے تو بیوی کو بتا کر آگ لینے کے لیے چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہ آگ نہیں بلکہ تجلیٰ الٰہی تھی، جس سے درخت چمک رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے موسیٰ! میں تمہارا رب ہوں، آپ اپنے جوتے اتار دیں کیونکہ آپ اس وقت طوی کی مقدس وادی میں ہیں۔ پھر اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت اور معجزات بھی عطا فرمائے۔ حکم دیا کہ فرعون کے پاس جایئے تو آپ نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے اپنا معاون بنوایا۔

خاتم الانبیاء کی نبوت پر دلائل:(44)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں اور جس مقام پر یہ واقعات (کوہ طور کے مغربی جانب توراۃ کا دیا جانا، موسیٰ علیہ السلام کا عرصہ دراز تک مدین میں رہنا، مدین سے واپسی پر نبوت کا ملنا) پیش آئے ہیں وہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں تھے۔ لیکن آپ پھر بھی من و عن تفصیل کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو وحی الہی کے ذریعے بتائے گئے ہیں اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

دوہرا اجر:(54)

اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو پہلے اپنے نبیوں اور ان کی کتابوں پر ایمان لائے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے؛ ان اہل کتاب کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے کہ ان کو دوہرا اجر ملے گا۔ اس کی دو وجوہات ہیں:

1: دین موسوی اور دین عیسوی چھوڑ کر دین اسلام کو اختیار کیا۔

2: اپنے لوگوں کی تکلیف دہ باتیں سن کر صبر کیا۔

قارون کا قصہ اور انجام:(76)

قارون بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا۔ اس کے پاس مال اتنا زیادہ تھا کہ اس کے خزانے کی چابیاں اونٹ اٹھاتے تھے۔ یہ فرعون کا خاص آدمی تھا اور بنی اسرائیل پر فرعون کی طرف سے نگران مقرر تھا۔ جب بنی اسرائیل فرعون کے تسلط سے نکل آئے تھے تو یہ بھی بنی اسرائیل کے ساتھ آیا تھا۔ اسے اپنے سامان اور مال و جائیداد پر بہت ناز تھا۔ یہ اونٹوں پر مال لاد کر نکلتا اور فخر و تکبر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے اپنے فن سے مال کمایا ہے۔ پھر ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کے مال سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

وعدہ خداوندی:(85)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما کر چلے، جب مقام جُحْفَة پر پہنچے جو مدینہ کے راستے کی مشہور منزل رابغ کے قریب ہے، اس وقت مکہ مکرمہ کے راستے پر نظر پڑی تو بیت اللہ اور وطن یاد آیا۔ اسی وقت جبرائیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی! جس اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے وہ اللہ آپ کو مکہ دوبارہ لائے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم؛ آٹھ ہجری میں فاتح بن کر اپنے آبائی وطن مکۃ المکرمہ میں داخل ہوئے۔

سورۃ العنکبوت

وجہ تسمیہ:

”عنکبوت“ مکڑی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں مکڑی کا ذکر ہے۔

مؤمنین پر آزمائش:(2)

یہ وہ زمانہ تھا جب کفار کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا جاتا تھا۔ بعض اوقات مسلمان پریشان ہو جاتے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے مدد کی دعا فرمائیں۔ یہاں مؤمنین کو تسلی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جنت تمہارے لیے تیار فرما رکھی ہے وہ اتنی سستی نہیں کہ تکلیفوں کے بغیر حاصل ہو جائے، لہذا تکلیفیں آئیں گی لیکن وہ عارضی ہیں، بہت جلد ختم بھی ہو جائیں گی لہذا تسلی رکھو، صبر سے کام لو۔ انہی آزمائشوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سچوں اور جھوٹوں کے درمیان امتیاز فرمائیں گے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم:(8)

دین اسلام کے ابتدائی زمانے میں ایسا بھی ہوا کہ اولاد اسلام لے آتی لیکن والدین کفر پر بضد رہتے اور اپنی اولاد کو واپس کفر اختیار کرنے پر مجبور کرتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک معتدل اور برحق اصول عطا فرمایا کہ والدین کافر بھی ہوں تب بھی ان کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان سے حسن سلوک کرنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ کفر کا حکم دیں یا ایسا کوئی حکم دیں جو شریعت کے خلاف ہو تو اس میں والدین کی اطاعت نہ کرنا واجب اور ضروری ہے۔

آخرت میں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:(12)

بعض کفار ایسے تھے جو اہل ایمان سے کہتے کہ تم ایمان چھوڑ کر واپس کفر اختیار کر لو، اگر قیامت کے دن مواخذہ ہوا تو ہم تمہارا بوجھ اٹھا لیں گے۔ اس آیت میں کفار کی اس لغو اور فضول پیش کش کی بھرپور تردید کی گئی ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان اپنے گناہوں کا بوجھ خود اٹھائے گا، کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ:(14)

یہاں سے کئی آیات تک چند ایک سابقہ انبیاء(نوح، ابراہیم، اسحاق لوط اور شعیب)علیہم السلام کے واقعات بیان کرکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسلی دی گئی ہے کہ سابقہ امتوں کو بھی پہلے آزمائش کا سامنا کرنا پڑا پھر بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان آزمائشوں کو ختم کرکے اہل ایمان کو فتح اور غلبہ عطا فرمادیا۔

سابقہ امتوں کا انجام:(37)

یہاں سے اللہ تعالیٰ ان سابقہ امتوں کا انجام ذکر فرمارہے ہیں جنھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ برباد کردیا۔ ان میں قوم ثمود، قوم عاد، قارون، قوم نوح، قوم لوط، اور قوم شعیب داخل ہیں۔ تذکیر بایام اللہ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کفار ومشرکین کو تنبیہ فرمارہے ہیں کہ اگر تم بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو انہی والا انجام ہو گا۔

مشرک کی مثال:(51)

مشرک کی مثال دی کہ جس طرح مکڑی جالا تن کر اس پر بھروسہ کرلیتی ہے اسی طرح مشرک بھی حقیقی خداوند قدوس کو چھوڑ کر دیگر معبودان باطلہ کو اپنا رکھوالا بنا لیتا ہے۔ جس طرح مکڑی کا جالا انتہائی کمزور ہوتا ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی بے بس اور لاچار ہوتے ہیں اور کفار کو کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔